

حبید مسائل اور اُنکا فقہی حل

مولانا مفتی محمد عیسیٰ صاحب، صدر شعبہ افتاء، مدرسہ نصرت العلوم، گوجرانوالہ

عنوان بالا کے تحت اس وقت چند مسائل کا بیان مقصود ہے:

- ① بیمہ اور اس کی شرعی حیثیت
- ② مروجہ کمیٹی کی چند صورتیں اور ان کا شرعی محاسبہ
- ③ گروی رکھی ہوئی چیز سے قرض دینے والے شخص کا نفع اٹھانا
- ④ سودی نظام سے بچنے کے لئے اسلامی ہدایات

① بیمہ اور اس کی شرعی حیثیت

”یا ایہما الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والاذلام

رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون“ ۱

ترجمہ: ایمان والو! شراب، جوا، بُت اور پانے گندگی ہیں۔ شیطان کا کام ہے،

ان سے اجتناب کرو تاکہ تمہیں فلاح حاصل ہو۔“

امام ابوبکر احمد جصاص رازی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۷۰ھ جو ان کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

”وقال قوم من اهل العلم القمار كلہ من المیسر واصلہ من

۱ سورہ مائدہ آیت ۹۰ رکوع ۱۲

تیسیرا امرالجزور بالاجتماع علی القمار فیہ وهو السیمام الی یجیلونہا
فمن خرج سیممہ استحق منه ما توجبه علامۃ السیمم فربما أخفق
بعضہم حتی لا یخطئ بشئی و ینجح البعض فیحظی بالسهم الوافر وحقیقتہ
تملیک المال علی المخاطرة“ لہ

ترجمہ: اہل علم کی ایک جماعت نے قمار کی جملہ اقسام کو میسر قرار دیا ہے۔ یہ فقط تیسیر
سے مشتق ہے، بمعنی آسان کرنا، اہل عرب اُونٹ ذبح کر کے جب اس کے حصے بنا
لیتے تھے تو اس کی تقسیم میں جوئے سے کام لیتے تھے۔ اس کو تقسیم کا بہتر اور آسان طریقہ
خیال کرتے تھے۔ چند تیروں کو اپنی وضع کردہ اصطلاح کے مطابق ادھر ادھر چلاتے
جس کا تیر نکل آتا اور اس پر جو ملا مت ہوتی اتنا حصہ اُسے مل جاتا۔ کبھی کسی کے
تیر کی ایسی حرکت ہوتی کہ اُسے کچھ نہ ملتا اور دوسرا شخص کامیاب ہو جاتا، اور
اپنے حصہ سے بھی زیادہ لے لیتا اور اس کا دار و مدار ایک دوسرے کو فکر اور اندیشے
کی بنا پر مال کا مالک بنا دینا ہوتا ہے۔ ہر شخص نتائج سے قبل ایک فکر میں مبتلا
ہوتا ہے کہ اُسے کیسے ملے گا۔ کم، زیادہ یا وہ صفر کے درجہ میں ہوگا۔ اس میں اُسکی
محنت عمل اور شرکت معاملہ کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ جو اضافی رقم اس کو ملی ہے۔ وہ اُس
کی محنت اور سعی کا صلہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ رقم عقد اور معاملہ میں اس شرط کے باعث
حاصل ہوئی ہے کہ اس سے قبل اس شرط کا وجود اور عدم
شریک کے لئے خطرے اور تشویش کا موجب ہے۔ بیع و شرائط عقد اور معاملات
میں جہاں جس کی ایک شق میں بھی تردد اور خطرہ پایا جاتا ہو، بجائے فائدہ کے نقصان
کا اندیشہ لاحق ہو۔ اس میں نقصان کی اس شرط کو ملحوظ رکھا گیا ہو کہ فریقین اس
سوئے پر مقررہ میعاد تک رضا مند ہو جائیں تو فیما ورنہ اگر مشتری اس سوئے کو
مسترد کر دے تو بطور تاوان اس کی رقم ضبط کر لی جائے گی اور اگر بائع کو منظور نہ ہو
تو بیعانہ سے دو گنی رقم کا ادا کرنا اس پر لازم ہوگا۔“

اس شرط کی وجہ سے یہ عقد باطل ہے۔ اس تردد اور اندیشہ کے اختلاط سے ساری محنت اکارت ہوئی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیع عربان سے منع کرنا اسی مقصد پر مبنی ہے :

”ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمی عن بیع العربیان، قال مالک وذاك فیما نری واللہ اعلم۔ یشتري الرجل العبد او الوليدة او يتكاري الدابة ثم قال للذی اشتری منه او تکاری منه! أعطیتک دیناراً او درهما و اکثر من ذلك او اقل علی أئی ان اخذت السلعة او رکت ما تکاریت منک فالذی اعطیتک من ثمن السلعة او من کراء الدابة وان ترکت ابتیاع السلعة او کراء الدابة فما اعطیتک لک باطل بغير شیء“ ۱

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عربان نامی بیع سے منی فرمائی ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (واللہ اعلم) ہمارے ہاں اس کی تفسیر یہ ہے کہ ایک شخص غلام یا لونڈی خرید کر تاسہے یا کرایہ پر سواری کے متعلق بات طے کر لیتا ہے۔ پھر جس سے سامان خریدتا ہے۔ اس کو یا سواری کے مالک کو کہتا ہے۔ میں تمہیں ایک دینار یا درہم یا اس سے کم و بیش رقم دیتا ہوں۔ اس شرط پر کہ اگر میں نے سامان اٹھالیا اور کرایہ کی سواری پر سواری کر لی تو یہ رقم سامان کی قیمت یا سواری کے کرایہ میں شمار ہوگی اور اگر میں نے سامان کی خریداری اور جانور کی سواری چھوڑ دی تو پیشگی رقم جو میں نے جمع کر لی ہے وہ تیری ہے، تو یہ عقد باطل ہے۔“

نیل الاوطار میں علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ بیع عربان میں منی کی علت کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :

”والعلة فی النہی عنه اشتمالہ علی شرطین فاسدین احدہما شرط ۲

یکون ما دفعہ الیہ ۳

یکون ما دفعہ الیہ ۴

یکون ما دفعہ الیہ ۵

یکون ما دفعہ الیہ ۶

یکون ما دفعہ الیہ ۷

یکون ما دفعہ الیہ ۸

یکون ما دفعہ الیہ ۹

یکون ما دفعہ الیہ ۱۰

یکون ما دفعہ الیہ ۱۱

یکون ما دفعہ الیہ ۱۲

یکون ما دفعہ الیہ ۱۳

یکون ما دفعہ الیہ ۱۴

یکون ما دفعہ الیہ ۱۵

یکون ما دفعہ الیہ ۱۶

یکون ما دفعہ الیہ ۱۷

یکون ما دفعہ الیہ ۱۸

یکون ما دفعہ الیہ ۱۹

یکون ما دفعہ الیہ ۲۰

یکون ما دفعہ الیہ ۲۱

یکون ما دفعہ الیہ ۲۲

یکون ما دفعہ الیہ ۲۳

یکون ما دفعہ الیہ ۲۴

یکون ما دفعہ الیہ ۲۵

یکون ما دفعہ الیہ ۲۶

یکون ما دفعہ الیہ ۲۷

یکون ما دفعہ الیہ ۲۸

یکون ما دفعہ الیہ ۲۹

یکون ما دفعہ الیہ ۳۰

یکون ما دفعہ الیہ ۳۱

یکون ما دفعہ الیہ ۳۲

یکون ما دفعہ الیہ ۳۳

یکون ما دفعہ الیہ ۳۴

یکون ما دفعہ الیہ ۳۵

یکون ما دفعہ الیہ ۳۶

یکون ما دفعہ الیہ ۳۷

یکون ما دفعہ الیہ ۳۸

یکون ما دفعہ الیہ ۳۹

یکون ما دفعہ الیہ ۴۰

یکون ما دفعہ الیہ ۴۱

یکون ما دفعہ الیہ ۴۲

یکون ما دفعہ الیہ ۴۳

یکون ما دفعہ الیہ ۴۴

یکون ما دفعہ الیہ ۴۵

یکون ما دفعہ الیہ ۴۶

یکون ما دفعہ الیہ ۴۷

یکون ما دفعہ الیہ ۴۸

یکون ما دفعہ الیہ ۴۹

یکون ما دفعہ الیہ ۵۰

یکون ما دفعہ الیہ ۵۱

یکون ما دفعہ الیہ ۵۲

یکون ما دفعہ الیہ ۵۳

یکون ما دفعہ الیہ ۵۴

یکون ما دفعہ الیہ ۵۵

یکون ما دفعہ الیہ ۵۶

یکون ما دفعہ الیہ ۵۷

یکون ما دفعہ الیہ ۵۸

یکون ما دفعہ الیہ ۵۹

یکون ما دفعہ الیہ ۶۰

یکون ما دفعہ الیہ ۶۱

یکون ما دفعہ الیہ ۶۲

یکون ما دفعہ الیہ ۶۳

یکون ما دفعہ الیہ ۶۴

یکون ما دفعہ الیہ ۶۵

یکون ما دفعہ الیہ ۶۶

یکون ما دفعہ الیہ ۶۷

یکون ما دفعہ الیہ ۶۸

یکون ما دفعہ الیہ ۶۹

یکون ما دفعہ الیہ ۷۰

یکون ما دفعہ الیہ ۷۱

یکون ما دفعہ الیہ ۷۲

یکون ما دفعہ الیہ ۷۳

یکون ما دفعہ الیہ ۷۴

یکون ما دفعہ الیہ ۷۵

یکون ما دفعہ الیہ ۷۶

یکون ما دفعہ الیہ ۷۷

یکون ما دفعہ الیہ ۷۸

یکون ما دفعہ الیہ ۷۹

یکون ما دفعہ الیہ ۸۰

یکون ما دفعہ الیہ ۸۱

یکون ما دفعہ الیہ ۸۲

یکون ما دفعہ الیہ ۸۳

یکون ما دفعہ الیہ ۸۴

یکون ما دفعہ الیہ ۸۵

یکون ما دفعہ الیہ ۸۶

یکون ما دفعہ الیہ ۸۷

یکون ما دفعہ الیہ ۸۸

یکون ما دفعہ الیہ ۸۹

یکون ما دفعہ الیہ ۹۰

یکون ما دفعہ الیہ ۹۱

یکون ما دفعہ الیہ ۹۲

یکون ما دفعہ الیہ ۹۳

یکون ما دفعہ الیہ ۹۴

یکون ما دفعہ الیہ ۹۵

یکون ما دفعہ الیہ ۹۶

یکون ما دفعہ الیہ ۹۷

یکون ما دفعہ الیہ ۹۸

یکون ما دفعہ الیہ ۹۹

یکون ما دفعہ الیہ ۱۰۰

ترجمہ: ”عربان نامی بیع سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے روکا ہے کہ اس میں دو فاسد شرطیں پائی جاتی ہیں۔ خریدار اگر سود اچھوڑ دیتا ہے تو شرط کی وجہ سے اس کی پیشگی رقم مفت میں گئی اور اگر بیچنے والا رضامند نہ ہو تو بطور شرط کے اُسے دُگنا دینا پڑتا ہے۔“

اس بیع میں جو اُور رباء دونوں بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں۔ پہلی صورت میں مشتری کی رقم ضائع ہوتی۔ بائع کو بیع کے ساتھ کچھ اور بھی مل گیا۔ یہ ربا ہے۔ دوسری صورت میں مشتری کو پیشگی رقم کی واپسی کے ساتھ اتنی رقم اور بھی مل گئی اور مقررہ مدت کی آمد سے پہلے معلوم نہیں تھا۔ ہر شخص تاوان سے ہراساں تھا اور انعام کی فکر میں تھا کہ تاوان کس پر پڑتا ہے۔ یہ بعینہ قمار ہے۔

بیمہ میں جمع کردہ رقم حادثے اور موت کی صورت میں حسب شرائط کسی ایک فرد کو مل جاتی ہے تو اس میں مذکورہ بالا قمار کا وصف پایا جاتا ہے۔ ایک شخص کو مثلاً اضافی رقم بلا عوض حاصل ہو گئی۔ جس میں اس کی محنت کا دخل نہیں ہے کیونکہ موت اور حادثہ تصرف میں نہیں ہیں۔ غور کا مقام ہے کہ کیا اس صورت میں رجم و کرم اور محبت کا کوئی معمولی سا پہلو بھی نظر آتا ہے۔ حادثہ اور موت کا تعلق توقضا اور قدر سے ہے۔ اس کے پیش آجانے پر غیر اختیاری طور پر دوسروں کا مال چند ایک اشخاص کی طرف منتقل ہو جاتا ہے، جس میں اس کی مرضی اور اختیار کا دخل نہیں۔ اس غیر اختیاری کام پر کسی نے کسی کو کیا دیا اور اس پر کسی کو کیا اجر و ثواب حاصل ہوا۔

یہ ممکن نہیں کہ بعض شرکاء ایسے بھی ہوں، جن کی یہ تمنا ہو کہ یہ رقم میرے خاندان کو مل جاتی اور یہ حادثہ مجھے پیش آجائے، کتنے لوگ ہیں جو مصائب سے تنگ آ کر خودکشی کر لیتے ہیں۔

یہ امر واقع ہے کہ لوگ بیمہ شدہ املاک کو اسی وجہ سے نقصان پہنچاتے ہیں۔ کارخانے اور فیکٹریوں کو آگ لگا دیتے ہیں۔ جس سے سرمایہ کا بہت بڑا نقصان ہوتا

ہے اور ملک کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

شریعت اسلامیہ میں بیمہ کی متبادل صورت | شریعت اسلامیہ میں اس کی ایک متبادل صورت وہ ہے جس کو اعانت

علی نواذب الحق سے تعبیر کرتے ہیں۔ یعنی آسمانی آفات اور مصائب کے پیش آجانے پر عاملین اس کی امداد کرنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف جمیلہ میں آیا ہے کہ :

”مسافر کو اونٹ پر سوار کرتے ہیں۔ بیکار کو روزگار تلاش کر دیتے ہیں۔ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم واقع ہونے والے حوادث پر لوگوں کی ہنگامی امداد و تعاون کرتے ہیں۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں :

انك لتصل الرحم وتحمل الكل وتكسب المعدوم وتقري

الضعيف وتعين على نواذب الحق۔ ۱۷

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حادثہ یا طبعی موت پیش آجائے تو اسلام میں ان دنوں کا حل موجود ہے۔

دوسرا حل | بیت المال میں مستقل طور پر ایسے شعبہ کا قیام جس میں ہنگامی ضرورتوں کو پورا کیا جاتا ہو۔ محل میں لایا جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو اپنی وفات سے چار روز قبل یہ اعلان کیا تھا :

لان سلمني الله لاد عن ارامل اهل العراق لا يحسنجن الى رجل

بعدي ابداً۔ ۱۸

ترجمہ : ”اگر خدا نے مجھے زندہ رکھا تو میں آئندہ عراق کی بیوہ عورتوں کے لئے

ایسا روزگار مہیا کروں گا کہ وہ میرے بعد کسی کی محتاج نہیں ہوں گی۔“

فرض کروں کہ شرم کار کے علاوہ کسی اور شخص کو جو ان سے کمزور ہو، قابل رحم ہو اور اسے جان و

مال اور اُبرو تک کا حادثہ پیش آجائے تو اس فنڈ سے اسی کے لئے کوئی ایسی شق موجود ہے۔ جس کی رُو سے اس کی مشکل حل کی جاسکتی ہو؛

اسلام کے اصولوں کو دیکھئے تو وہ پیشگی شرائط کے بغیر مسلم اور غیر مسلم کی تفریق کے بغیر حادثہ سے دوچار ہونے والے ہر شخص کی مدد کو اخلاقی طور پر ضروری قرار دیتا ہے۔ اس میں وقتی طور پر ہنگامی امداد اور دائمی طور پر بیت المال کی شکل میں اس کا صحیح حل بتلاتا ہے۔ قرآن رباً جیسی برائی کا ارتکاب کرنے والوں کو توبہ کے بعد وسعت قلبی کی تلقین کرتا ہے کہ قرضدار کو قرض میں تا وقت سہولت مہلت دے دو اور اگر ان کو اصل مال ہی معاف کر دو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔

وان كان ذو عسرة فنظرة الى ميسرة وان تصدقوا خير لكم۔ لہ
اسلام نے قرض خواہ اور قرض دار کو ایک دوسرے کے ساتھ جس نرمی اور سہولت کا درس دیا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنی حیات طیبہ میں اُس کا عملی نمونہ پیش کیا ہے۔

بخاری شریف میں ہے :

عن كعب بن مالك انه تقاضى ابن ابي حذرة ديناً كان له عليه في المسجد فارفعت اصواتهم ما حتى سمعهم رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو في بيته فخرج اليهم ما حتى كشف سجعهم حجبرته فنادى يا كعب قال لبيك يا رسول الله قال ضع من دينك واوما اليه اى الشطر قال لقد فعلت يا رسول الله قال فم فاقضه لہ
ترجمہ : کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے مسجد میں ابن ابی حذرو رضی اللہ عنہ سے اپنے قرض کا مطالبہ کیا۔ ان کی آوازیں اتنی بلند ہو گئیں کہ حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سُن لیں۔ آپ گھر میں تھے۔ اُن کی طرف آئے،

جبرے کا پردہ کھولا اور آواز دی۔ اے کعب! اس نے کہا۔ میں حاضر ہوں، یا رسول اللہ! آپ نے اشارہ سے اُسے کہا کہ اپنے قرض کا نصف حصہ چھوڑ دو اُس نے جواباً کہا۔ میں نے ایسا ہی کیا یا رسول اللہ! دوسرے سے آپ نے فرمایا اٹھو اور اس کا قرض فی الفور ادا کر دو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں دوستانہ مشورہ کے ساتھ ساتھ مرتبہ نہ تحکم اور اصلاح بھی ہے۔ کیوں نہ ہو آپ کو تو اس اُمت کے اعلیٰ اخلاق کی تعلیم کے لئے مبعوث فرمایا گیا ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کا اشارہ پا کر کس طرح آپ کے حکم کی تعمیل کی۔

افسوس کہ جو لوگ اسلامی ہدایات کی بجائے جدید کافرانہ اصلاحات پر فریفتہ ہیں اور انسانی ذکھ درد کا مداوی اس میں تلاش کرتے ہیں۔ وہ اسلامی تعلیم سے کس قدر بے بہرہ ہیں۔

یہ تو اس فریق کا حال تھا۔ جس کو ہمیشہ و انعامی بانڈ کی رغبت دلا کر شریک بنا لیا جاتا ہے۔ لیکن وہ ادارے جو یہ کاروبار کرتے ہیں اور اس کا ذمہ اٹھاتے ہیں۔ ان کے پیش نظر بہت بڑی منفعت ہوتی ہے۔ لوگوں کو انعام کا لالچ دیکر ان سے پیسہ بٹورتے ہیں اور ٹھکڑ عرصہ میں لاکھوں روپے کمالیتے ہیں۔ اگر دو چار آدمیوں کو اعلیٰ اوسط اور ادنیٰ انعام دینا پڑے تو اس سے ان کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ نیز وہ فریض جو پوری رقم واپس کرتی ہیں۔ درمیانی مدت میں وہ بھی اچھی خاصی سودی رقم کمالیتی ہیں۔

ہمیشہ زندگی اور اس کے بنیادی دلائل بالکل سطحی غیر معقول اور خود غرضی پر مبنی ہیں۔ شرعی اصولوں سے ٹکراتے ہیں۔ ان میں انسانی ہمدردی نام کو نہیں۔ ہمدردی کا محض دعویٰ ہے اسلامی اصول بالکل ٹھوس اور واضح ہیں۔ فوائد اور نتائج کے اعتبار سے فطری اور ابدی ہیں جن میں ہر نوع بنی انسان کی فلاح و مہبود کا خیال رکھا گیا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ان اصولوں پر کاربند رہ کر ان کی از سر نو تجدید کی جائے اور اسلامی معاشرے میں ان کے نفاذ کی کوشش کی جائے۔